

## فصل: علم کی فضیلت

علم اللہ کی ایک صفت ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

اور اللہ تمہارا مددگار اور علم و حکمت والا ہے۔ (تحریم: ۲)

اللہ رب العالمین نے تمام مخلوقات پر انسان کو فضیلت دی جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسے علم دیا اور جب اللہ نے فرشتوں کو نام بتانے کے لئے کہا تو ان لوگوں نے عاجزی کا اظہار کیا اور کہا ”اے اللہ تو پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے بیشک تو جاننے والا حکمت والا ہے۔“ اور پھر اس کے بعد جب اللہ نے آدم علیہ السلام سے کہا تو انہوں نے ان چیزوں کے نام بتا دیئے چونکہ انھیں اللہ نے سکھا دیا تھا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم بغیر سکھائے نہیں آتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا

كَفَى بِالْعِلْمِ فَضِيلَةً أَنْ يَدْعِيَهُ مَنْ لَيْسَ فِيهِ وَيَفْرَحُ إِذَا نُسِبَ إِلَيْهِ  
وَكَفَى بِالْجَهْلِ شَنِيعاً أَنْ يَتَبَرَّأَ مِنْهُ مَنْ هُوَ فِيهِ وَيَغْضَبُ إِذَا نُسِبَ إِلَيْهِ

علم کی فضیلت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ علم ہونے کا دعویٰ وہ شخص بھی کرتا ہے جس کے پاس علم نہیں ہوتا اور جب اس کی جانب علم کی نسبت کی جاتی ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے، اور جہالت کی مذمت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ جس کے اندر جہالت ہوتی ہے وہ بھی اس کی برأت کا اظہار کرتا ہے اور جب اس کی جانب جہالت کی نسبت کی جاتی ہے تو وہ غصہ ہو جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۶۳۱ الامام الشافعی)

آدمی کی اگر ہم خصلت دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ لوگوں کے بیچ میں رہ کر انسان بڑی بڑی باتیں کرتا ہے جب کہ اسے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ لوگ اسے بڑا عالم کہیں، اور اس سے اسے بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب اسے معلوم ہونے کے باوجود کوئی کہتا ہے کہ تم عالم نہیں ہو تو وہ جل بھن جاتا ہے اور جب کوئی یہ چاہتا ہی ہو کہ لوگ اسے عالم کہیں تو اسے علم طلب کرنا چاہیے، انسان کی یہ فطرت ہمیں علم کی اہمیت سے روشناس کراتی ہے۔

سب سے پہلی وحی علم کے تعلق سے تھی۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ . اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ

الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ . عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ .

پڑھ! اپنے اس رب کے نام سے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ! تیرا رب بڑا ہی بزرگ ہے، جس نے قلم سے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورہ علق: ۱-۵)

ہمیں ان آیتوں کے ابتداء نازل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے علم کے حاصل کرنے پر کتنا زور دیا ہے، اور اللہ انسانوں پر اپنا احسان بھی جتا رہا ہے تو ایک نعمت سے جسے قلم کہا جاتا ہے جو علم کے حصول کے لئے ہی استعمال میں لائی جاتی ہے۔

زیادہ سے زیادہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

## وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا

(طہ: ۱۱۴)

اور کہہ: اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کر۔

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ علم کی کثرت کے لئے دعا کرے تاکہ وہ کہیں بھی لاعلمی میں کوئی بات نہ کہے اور نہ انجانے میں کوئی فتویٰ دے۔ اس سے بھی علم کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو کسی اور چیز میں نہیں بلکہ صرف علم میں کثرت طلب کرنے کا حکم دیا۔

علم میں زیادتی اس لئے بھی ضروری ہے کہ کہیں انسان کوئی ایسی بات نہ کہدے جس کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن جائے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ

یقیناً انسان اللہ کو ناراض کرنے والی بات کرتا ہے اور اسے اہم نہیں سمجھتا جبکہ اللہ اس کی بناء پر اسے جہنم میں ڈھکیل دیتا ہے۔

(ماک، احمد، ترمذی، نسائی، ابی داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۱۶۱۹: صحیح)

اور اس لئے بھی علم ضروری ہے تاکہ انسان انجانے میں کوئی فتویٰ دیدے جس کی وجہ سے خود کو مجرم بنا ڈالے جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَفْتَى بغيرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ

جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا اس کا گناہ اس پر ہوگا جو فتویٰ دے گا۔ (ابوداؤد، حاکم، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (حسن: صحیح الجامع: ۶۰۶۸)۔

اس لئے بھی علم زیادہ حاصل کرنا چاہیے کیونکہ علم حکمت ہے۔

## حکمت بہت ہی بڑی بھلائی ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُوتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی گئی تو اسے بہت زیادہ بھلائی دے دی گئی، اور نصیحت صرف اور صرف عقلمند لوگ ہی پکڑتے ہیں (قرہ: ۲۶۹: ۲۷۰)

حکمت اسی کو میسر ہوتی ہے جو علم کی طلب میں لگا رہتا ہے یونہی باتیں نہیں کرتا بلکہ ہر بات کو دلائل سے ثابت کرتا ہے۔ اور اسلام نے تو ہر چیز میں حکمت کو اپنانے کا حکم دیا ہے اور حکمت علم ہی کے ذریعہ سے آتی ہے۔

## علم دنیا میں محسنین کا بدلہ ہے

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے بارے میں فرمایا:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور مضبوط و توانا ہو گئے تو ہم نے انہیں فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم عطا کیا، اسی طرح ہم محسنین کو بدلہ دیتے ہیں۔ (قصص: ۱۲۴)

اللہ رب العالمین محسنین کی ایک علامت بیان کر رہا ہے کہ وہ علم اور حکمت والے ہوتے ہیں۔

## عبادت پر علم کی فضیلت

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

فَضْلُ الْعِلْمِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ

علم کی زیادتی مجھے زیادہ پسند ہے عبادت کی زیادتی (یعنی نفلی عبادت) سے اور تمہارا سب سے بہترین دین تقویٰ ہے۔

(بزار، ترمذی، ابی داؤد، حاکم، صحیح الجامع: ۴۲۱۳)

اللہ کے رسول ﷺ نے علم کی اہمیت کو واضح کیا کہ اس کی فضیلت عبادت سے زیادہ ہے، کیونکہ ایک بندہ کے پاس جب علم ہوگا تو وہ صحیح عبادت کرے گا (اور اس کا علم ہی نہیں جو جاننے

کے باوجود علم پر عمل نہ کرے اور جیسا کہ ہم نے پہلے ہی دیکھا کہ سب سے بہتر علم دین کا علم ہے اور اس حدیث میں وہی علم مراد ہے۔) اور جو بغیر علم کے عبادت کرے ہو سکتا ہے وہ عبادت میں غلطی کر جائے اور جو علم کے ساتھ عبادت کرے گا وہ دوسروں کو بھی بتائے گا اور اسے ان کا بھی ثواب ملے گا۔ (ان شاء اللہ)

## علم موت کے بعد بھی فائدہ دیتا ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ

إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو دعا کرے۔ (الادب المفرد، مسلم، سنن ثلاثہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۷۹۳)

ہر وہ علم جس سے ایمان والوں کو نفع ہو تو اس علم کی بنیاد پر بھی اسے ثواب ملتا رہے گا، مثلاً کسی کو کچھ سکھا دے یا کوئی کتاب ہی لکھ دے۔ امام مکی کہتے ہیں ”تصنیف زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ زیادہ دیر تک باقی رہنے والی ہے“۔ غرضیکہ جو بھی علم جس سے مسلمانوں کو علم یا دین کے اعتبار سے فائدہ پہنچے اس کا اجر اسے ملتا رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

## فصل: علم حاصل کرنے کی فضیلت

### علم حاصل کرنا فرض ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ .

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، بلاشبہ طالب علم کے لئے ہر چیز دعا کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی جو پانی میں رہتی ہیں۔۔

(ابن عبد البر فی العلم صحیح الجامع: ۳۹۱۳)

روزمرہ کے جو بھی معاملات دینی اعتبار سے اسے پیش آتے ہوں ان کا حاصل کرنا ہر انسان پر فرض ہے مثلاً اللہ کی ذات و صفات کا علم، ایمانیات کا علم، عبادات کا علم اور ان کا طریقہ۔ اس کے علاوہ اور علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں بلکہ مستحب ہے جب کہ بہت سی علاقہ میں کوئی مکمل عالم دین موجود ہو ورنہ یہ علوم بھی کبھی کبھار فرض ہو جاتے ہیں جب کہ اس بہت سی یا گاؤں میں کوئی اور عالم دین نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

## جو علم کے حصول کے لئے چلے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ

جو علم کی تلاش میں نکلے گا اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔

(احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ: (صحیح الجامع: ۶۵۷۷) (طویل حدیث کا ایک حصہ)

آج ہم بے جا کاموں کے لئے کتنی دوڑ دھوپ کرتے ہیں لیکن کبھی کبھار تو اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا لیکن جب ہم علم دین کے لئے اپنے گھر سے معمولی سی دوری پر بھی نکلتے ہیں تو اللہ ہمارے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے یہی نہیں بلکہ اگر ہم اپنے ہی گھر میں کوئی کتاب اٹھانے چلتے ہیں تو اللہ اس وقت بھی ہمارا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

علم کے بعد ہی معلوم ہوگا کہ کون سا راستہ جنت کا اور کون سا راستہ جہنم کا ہے یقیناً جنت بہت قریب ہے اور اسی کے مثل دوزخ بھی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شَرَاكٍ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ

جنت تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے فیتے سے بھی قریب ہے اور جہنم بھی اسی کے مثل ہے۔ (بخاری: ۶۱۲۳، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۳۱۱۵)

یعنی کسی ایک نیکی سے اللہ راضی ہو کر جنت میں داخل کر دیگا اور اسی طرح کسی ایک نیکی سے جہنم میں بھی داخل کیا جاسکتا ہے۔  
جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ  
وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ

یقیناً انسان اللہ کو خوش کرنے والی بات کرتا ہے اور اسے اہمیت نہیں دیتا ہے جبکہ اللہ اس بات کی وجہ سے اس کے درجات کو بڑھاتا ہے، اور بندہ اللہ کو ناراض کرنے والی بات کرتا ہے اور اسے اہم نہیں سمجھتا جبکہ اللہ اس کی بناء پر اسے جہنم میں ڈھکیل دیتا ہے۔  
(ماک، احمد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۱۱۹: صحیح)

## فرشتے اس کی عزت کرتے ہیں جو علم کی طلب کے لئے چلے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ خَارِجٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتٍ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أَجْنَحَتَهَا رِضًا بِمَا يَصْنَعُ

جو شخص اپنے گھر سے علم کی طلب کے لئے نکلتا ہے فرشتے اس کے عمل سے خوش ہو کر اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔

(احمد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۵۷۰: صحیح)

اس حدیث میں اگر ہم دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ فرشتے اس کی تعظیم میں جو علم کی طلب میں نکلتا ہے اپنے پروں کو خوشی سے بچھا دیتے ہیں۔

## علم کی طلب میں چلنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِحَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جو بھی میری اس مسجد میں آئے گا صرف بھلائی کے لئے ہی آئے گا، وہ علم سیکھے گا یا سکھائے گا تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔

(طویل حدیث کا ایک حصہ) (ابن ماجہ، حاکم، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۶۱۸: صحیح)

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ”میری مسجد“ کا لفظ استعمال کیا جس کا معنی یہ نہیں کہ اگر ہم کہیں اور علم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ہمیں یہ فضیلت نہیں ملے گی بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں مسجدیں ہی سب کچھ ہوا کرتی تھیں اس لئے وہاں اللہ کے رسول ﷺ نے ”میری مسجد“ کا جملہ استعمال فرمایا۔ اس حدیث سے ہمیں ایک اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ فضیلت ان لوگوں کے لئے ہے جو دین کا علم حاصل کرتے ہوں کیونکہ مسجد میں دنیاوی امور اور دنیاوی باتیں جائز نہیں بلکہ صرف دینی باتیں اور درس و تدریس ہی درست ہے جو اسلام کے لئے ہو اس کے علاوہ باتیں مسجدوں میں جائز نہیں۔

## علم کی مجلسوں کی فضیلت

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ

كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَذَكَّرُونَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ

وَعَشِيَّتُهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتُهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِي مَنْ عِنْدَهُ

جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے اپنے درمیان پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت اترتی ہے، اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر ان کے پاس کرتا ہے جو اس سے قریب ہیں۔

(احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابویہریرہ رضی اللہ عنہ) صحیح الجامع: ۶۵۷۷ (فصل: علم یاد کرنے کی فضیلت)

دینی مجلس میں بیٹھنے کے چار فائدے:

- (۱) ان پر سکینت اترتی ہے۔
  - (۲) انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپتی ہے۔
  - (۳) اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔
  - (۴) اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتا ہے۔
  - (۵) گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
  - (۶) گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کیا جاتا ہے۔
- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللَّهَ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ  
إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ قَوْمُوا مَغْفُورًا لَكُمْ قَدْ بَدَلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ  
جو لوگ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اس کے ذریعہ صرف اللہ ہی کی خوشی چاہتے ہیں اس وقت آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے تم اس حال میں کھڑے ہو رہے ہو کہ تمہاری  
معفرت کر دی گئی ہے، اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں تبدیل کر دی گئی ہیں۔  
(احمد، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، صحیح الترغیب: ۱۵۰۴)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا  
قَالُوا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلَقُ الذَّكْرِ  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغات سے گزرو تو اس سے آسودگی حاصل کرو، لوگوں نے کہا: جنت کے  
باغات کیا ہیں؟ فرمایا: ذکر کے حلقے۔  
(ترمذی، صحیح الترغیب: ۱۵۱۱)

## قرآن یاد کرنے کی فضیلت

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَالِ

جس شخص نے سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کر لیا وہ دجال سے محفوظ کر دیا گیا۔

(احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابودرداء رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۶۲۰۱)

اس حدیث میں دو چیز بیان کی گئی ہے: پہلی سورہ کہف کی فضیلت  
دوسرا اس میں اشارہ ہے ”جس نے یاد کیا“۔

اور یہ یاد کرنے کی فضیلت قرآن کے دوسرے حصوں کی بھی وضاحت کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں

تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَصِّيًّا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلِهَا

قرآن کو بار بار تکرار کے ساتھ پڑھو کرو تم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ اس اونٹ سے بھی تیز ہوگا بھاگنے میں جو رسی سے باندھ دیا گیا ہے۔ یعنی جیسے

اونٹ سے خوف کھاتے ہو اگر رسی چھوڑ دیں گے تو فوراً بھاگ جائے گا اسی طرح قرآن کا معاملہ ہے اگر ہمیشہ تکرار ہوتا رہے تو ممکن ہے کہ یاد رہے ورنہ جس طرح اونٹ رسی سے چھوٹنے کے بعد محفوظ نہیں رہتا ہے بالکل اسی طرح قرآن بھی بھول جاتا ہے۔

(احمد، متفق علیہ: بخاری: ۴۷۴۶: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۲۹۵۶)

عبدالرزاق کہتے ہیں:

كُلُّ عِلْمٍ لَا يَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِهِ الْحَمَامَ لَا تَعُدُّهُ عِلْمًا

ہر وہ علم جو اپنے صاحب کے ساتھ حمام میں نہ داخل ہوا ہے علم نہ شمار کرو۔ (الجامع لاخلاق الراوی: ج ۲ ص ۲۵۰)

حمام میں مسلمان کتابیں نہیں لے جاتا ہے صرف وہی علم حمام میں جاتا ہے جو سینے میں ہوا سئلے سینے کے علم کو حقیقت میں علم قرار دیا ہے۔

## حدیث یاد کرنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ

حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِهِ لَيْسَ بِفِقْهِهِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش و خرم رکھے جو ہم سے حدیث سنے پھر اسے یاد کرے یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچا دے، اور کتنے ہی حدیث یاد کرنے والے حدیث پہنچاتے

ہیں ان کے پاس جو ان سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں اور کتنے حدیث یاد کرنے والے انہم حدیث سے واقف نہیں ہوتے۔

(ترمذی، صحیح الجامع: ۶۷۳۳)

اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں پہلا سننے، حفظ کرے اور دوسروں تک پہنچائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو حدیثیں تو یاد ہوتی ہے لیکن جب ہم اسے دوسروں تک پہنچاتے ہیں تو سامنے والا کہتا ہے کہ اس میں تو بہت سی باتیں ہیں جب کہ جسے یاد تھی وہ یہ

خیال کرتا ہے کہ اس میں صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ اللہ ہمیں اس دعا کا حقدار بنائے۔

## فصل: اہل علم کی فضیلت

علم والے اور بے علم برابر نہیں ہو سکتے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

(زمرہ: ۹۰)

کہ دیجئے: کیا جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کتنا ہی حق ہے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ عقل میں آنے والی بات بھی یہی ہے کہ ایک انسان جو جانتا ہے وہ عبادت کرتا ہے اپنے علم اور

تحقیق کی بنیاد پر تو یہ اپنی عبادت کے طریقہ میں مضبوط ہوتا ہے جبکہ جو بے علمی کی بنیاد پر عبادت کرتا ہے وہ یقین پر نہیں ہوتا اور دوسری چیز کہ ہو سکتا ہے وہ غلط طریقہ سے عبادت کرے۔

اور اس طرح سے بھی جاننے والے کا درجہ بڑا ہوتا ہے جو جانتا ہے وہ لوگوں کو بتاتا ہے خود بھی عبادت کرتا ہے اور ثواب حاصل کرتا ہے اور جنہیں بتاتا ہے ان کا اجر بھی اسے ملتا ہے جبکہ جو

لا علم ہو وہ اس بڑے اجر کے استحقاق سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ علم والا جری اور بہادر ہو جاتا ہے جیسا کہ حد ہد نے سلیمان علیہ السلام کے سامنے بڑی جرات سے جواب دیا (سورہ نمل)

علماء تو حید پر گواہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

اللہ نے گواہی دی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے، اور فرشتوں نے بھی گواہی دی اور ان علم والوں نے بھی جو انصاف کے ساتھ قائم ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے جو غالب اور حکمت والا ہے۔ (آل عمران ۱۸)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ توحید کا علم سب سے اہم ہے اور اللہ نے انہیں ہی اہل علم کہا جو توحید کی گواہی دیتے ہیں اور ان کی فضیلت اس طرح سے واضح ہوتی ہے کہ ان کا ذکر اللہ نے فرشتوں کے ساتھ کیا ہے۔

علم والوں کے درجات بلند ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

اللہ ایمان والوں کے درجہ بلند کرتا ہے اور علم والوں کے لئے کئی درجات ہیں۔ (مجادلہ: ۱۱)

ابن حجر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جاننے والے مومنوں کا درجہ نہ جاننے والے مومنوں سے بڑھائے گا اور درجات کی بلندی اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اس سے مراد زیادہ ثواب ہے اور اسی (علم) کے ذریعہ سے درجات بلند ہوتے ہیں، اور یہ نعت دنیا میں معنوی طور پر مرتبہ کی بلندی اور شہرت سے تعلق رکھتی ہے اور حسی طور سے آخرت میں درجات کی بلندی سے متعلق ہے۔

(کافر اور مومن کے درجہ میں تو فرق ہے ہی کہ کافر اسفل سافلین میں ہوں گے اور جو مومن ان کے لئے بڑے درجات ہیں لیکن مومنوں میں جو علم والے ہیں اور جو بے علم ہیں ان کا درجہ بے علم مومنوں سے زیادہ ہوگا کیونکہ اہل علم کے پاس جو علم تھا جس سے وہ لوگوں کو سکھاتے ہیں اور اللہ کو جاننے سے ان کے اندر خشیت زیادہ آتی ہے اس سے ان کے ایمان میں اور زیادتی ہو جاتی ہے۔)

اور صحیح مسلم میں نافع بن عبد الحارث الخزاعی کہتے ہیں جو کہ مکہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے عامل تھے جب ان کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں ہوئی، تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم نے وہاں کس کو اپنا جانشین بنایا انہوں نے کہا میں نے اپنے غلام ابن ابزک کو جانشین بنایا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے ایک غلام کو خلیفہ بنایا انہوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کا قاری اور فرائض کے بارے میں جاننے والا ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”سنو! تمہارے نبی نے فرمایا تھا:

”إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ“

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ کئی قوموں کا درجہ بلند کرے گا اور دوسروں کو پست کرے گا۔

(مسلم، ابن ماجہ: عمر رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۱۸۹۶)

اسی طرح زید بن اسلم نے اللہ تعالیٰ کے قول

”نَرْفَعُ الدَّرَجَاتِ مَنْ نَشَاءُ“

ہم جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں۔ (انعام: ۶۸) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: کہ علم کے ذریعہ اللہ درجات بلند کرتا ہے۔ اور یہی بات اکثر مفسرین نے کہی ہے۔ (فتح الباری: ۱/۱۴۱)

کچھ چیزوں کو صرف اور صرف علماء ہی سمجھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ

اس آیت میں علم سے مراد اللہ کے بارے میں جاننا اور ایمان کے جزئیات کو سمجھنا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ”عالم وہ ہے جو اللہ کی ذات کو سمجھے اور اس کی اطاعت میں عمل کرے اور اس کی ناراضگی سے بچے۔“ (تفسیر قرطبی: عنکبوت ۲۹: ۴۳)

عمر و بن مرہ کہتے ہیں کہ جب بھی میں قرآن کی کسی آیت سے گذرتا جو مجھے سمجھ میں نہ آتی تو میں بہت غمگین ہو جاتا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھا تھا۔ عنکبوت: ۴۳۔

(وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ)

جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر کوئی مکمل قرآن سمجھ سکتا ہے جب کہ ہمیں جاننا چاہیے کہ انسان کے بازو میں جتنی قوت ہے اتنا ہی پانی وہ ڈول سے نکال سکتا ہے جس کی قوت جتنی ہو وہ اتنا ہی پانی نکال سکتا ہے، لہذا جس کے پاس قوت فہم زیادہ ہوگی وہ بہتر سمجھے گا۔ لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فہم کے لئے آسان کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا

”وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ“

یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت پکڑنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ (قمر ۵: ۱۷) اور اس آیت میں عالموں سے مراد ’’ایسے علم والے ہیں جو علم میں راسخ اور مضبوط ہیں جو بھی چیز ان پر تلاوت کی جاتی ہے یا جس کا وہ مشاہدہ کرتے ہیں اس میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر)

علم میں مشغول رہنا لعنت سے بچنے کا ذریعہ ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِذِكُرُ اللَّهُ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ

سن لو! دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور جو اس سے تعین رکھے، اور عالم یا معلم کے۔  
(ترمذی، ابن ماجہ، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) (حسن: صحیح الجامع: ۱۶۰۹)

اس میں چار افراد کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ نے کیا جن پر لعنت نہیں ہوتی

(۱) اللہ کا ذکر

(۲) اور جو اللہ کے ذکر سے قریب کرے

(۳) عالم

(۴) یا جو علم سیکھنے میں لگا ہو۔

فصل: اس شخص کی مذمت جو علم نہ حاصل کرے

## جہالت کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقْرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم گائے ذبح کرو، ان لوگوں نے کہا: کہ کیا تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو، انہوں نے موسیٰ نے کہا: میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں حالوں میں سے ہوں۔ (بقرہ: ۶۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ



اس آیت سے ہمیں کئی چیز معلوم ہوتی ہے جس میں سے دو اہم چیز یہ ہے کہ ہمیں جاہل بن کر نہیں رہنا ہے اور دوسری چیز کہ استہزاء اور مزاق جاہلوں کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا:

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ

(انعام: ۳۵)

آپ جاہلوں میں سے نہ ہونا۔

ہم نے سورہ طہ کی آیت ۱۱۴ میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو علم میں زیادتی کی طلب کا حکم دیا ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو روکا کہ تم جاہلوں میں سے نہ ہونا۔

اس شخص کی سزا جو علم سے اعراض کرے اور اس کے سمجھنے سے بھاگے

جہنیوں کا قول

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

(ملک: ۱۰)

کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم جہنیوں میں سے نہ ہوتے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ سب سے اہم علم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاننا ہے اور جب جہنیوں نے سننے اور سمجھنے سے انکار کیا تو وہ جہنیوں میں سے ہو گئے۔

جہالت، گمراہی کا سبب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنَّ كَثِيرًا لِّيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

(انعام: ۱۱۹)

بیشک بہت سے لوگ اپنی خواہشات کی بناء پر لاعلمی کی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں۔

ہم نے اوپر دیکھا کہ جہنمی علم نہ ہونے کی وجہ سے گمراہ ہوئے اور جہنم میں چلے گئے اسی وجہ سے علم کا حصول بہت ہی ضروری ہے۔

اس شخص کی غلطی جو بغیر علم کے عبادت کرے

سعید بن عبد العزیز کہتے ہیں

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ

إِنَّهُ مَنْ تَعَبَّدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ

(دارمی: مقدمہ: من قال العلم خیر و تقوی اللہ)

عمر بن عبد العزیز نے اہل مدینہ کی طرف لکھا جو بھی بلا علم کے عبادت کرتا ہے تو بھلائی سے زیادہ فساد برپا کرے گا۔

ہم نے اس درس کے ابتداء میں ایک حدیث دیکھی جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے علم کی فضیلت کو عبادت سے اوپر بتلایا اور وہاں ہم نے اس نقطہ کے تعلق سے بھی مکمل تشریح اور وجہ دیکھی، اب ہم یہاں صرف ایک حدیث دیکھتے ہیں:

”وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ“

(الحلیۃ لابی نعیم: معارضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۴۲۱۲)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسا کہ چودھویں کے چاند کی سارے ستاروں پر فضیلت ہے۔

کیا فساد برپا کریگا اس کی وضاحت جاہل عابدوں کو دیکھ کر کیا جاسکتا ہے صوفیت کا طریقہ جاہلوں نے رائج کیا جسکے نتیجے میں اللہ کو ہر جگہ ہر چیز میں ثابت کر دیا۔ عوام کو اللہ سے دور کر کے اپنا معتقد بناؤ الا جس کے نتیجے میں عوام نے اللہ کی ساری صفیتیں اللہ کے انہیں جاہل بندوں میں ثابت کر دیں، عبادت کا نام دیکر ہر سال کچھ نہ کچھ بدعتیں یہی جاہل ایجاد کرتے ہیں۔

اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کر کے ثابت کیا ہے (العلم قبل القول و العلم) علم کا حاصل کرنا قول و عمل سے پہلے۔ کتاب العلم باب ۱۱۰ اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ علم حاصل

کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین